دینی علمی فکری ثقافتی

ماهنامه

6

الایمان

صفر المظفر ۱۴۳۵ھ مطابق دسمبر 2013ء

edara-al-eman

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شمارے میں

* حقوق والدین قرآن مجید کی نگاہ میں

* قیامت

* واقعہ کربلاکے فورا بعد رونماوالے انقلابات

* حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کے حالات زندگی

* سود فقہ کی نظر میں

* موت اور نیند

* کم کھانے کے روحانی فوائد

وحدت اسلامی کا علمبردار دینی، علمی، فکری اور ثقافتی مجلّہ الایمان

مدیر: مولانا کاظم رضا

ناشر: ادارہ الایمان

رابطہ: ضلع اٹک، تحصیل جنڈ، جھمٹ۔

03465096288

Razakazim13@yahoo.com

حقوق والدین قرآن مجید کی نگاہ میں

اسلام نے خاندان کوخاص اہمیت دی ہے اور چونکہ معاشرہ سازی کے سلسلہ میں اسے ایک سنگ بنیاد کی حیثیت حاصل ہے لذا اسلام نے اس کی حفاظت کے لئے تمام افرد پر ایک دوسرے کے حقوق معین کئے ہیں اور چونکہ والدین کا کردار خاندان میں کلیدی حیثیت رکھتا ہے لذا قرآن کریم نے بڑے واضح الفاظ میں ان کی عظمت کوبیان کیا ہے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ **وقضی ربکالاتعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا** [سورہ اسرا ۲۳]۔" تیرے پروردگار کا فیصلہ یہ ہے کہ اس کےعلاوہ کسی کی عبادت مت کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور دوسری آیت میں ارشاد رب العزت ہے : **واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل لاتعبدون الا اللہ وبالوالدین احسانا** [سورہ بقرہ:۸۳]۔"اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا سوا اللہ کے کسی کی بندگی مت کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو"۔اوراس آیت میں اپنے شکرکو والدین کے شکرکے ہمراہ ذکر فرمایا : **اناشکرلی ولوالدیک الی المصیر** [سورۃ لقمان:۱۴]۔"میرا اور اپنے والدین کا شکر بجالاؤ تمہاری بازگشت میری طرف ہے"۔

اسی طرح خدا تعالی نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کو ایک بنیادی فیصلہ قرار دیا ہے، اس نکتے کی طرف اشارہ کرنا بھی ضروری ہے کہ قرآن کریم نے بہت ساری آیات میں اولاد پر زور دیا ہے کہ وہ والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں۔اس کے برعکس والدین کو بہت کم غیر معمولی حالات میں اولاد کو اہمیت دینےکا حکم دیاہے جیسے بھوک کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنے کا حکم۔

اور صرف اس پر زور دیتا ہے کہ اولاد زینت، تفریح کا سامان اور والدین کے لئے آزمائش ہے اور اولاد کا ذکر مال و متاع کے ہمراہ اور تفاخر کے مقام میں کیا ہے۔چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے: **واعلموا انما اموالکمو اولادکم فتنة وان الله عنده اجرعظیم.**"اور جان لو تمہارے اموال اور اولاد آزمائش ہیں، اور جب بیشک اللہ کے ہاں اجر عظیم ہے" [سورۃ انفال:۲۸]۔ نیز اللہ فرماتا ہے: **وتفاخربینکم و تکاثر فی الاموال والاولاد**"اور ایک دوسرے پر فخر کرنا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے زیادہ خو اہش ہے...[**سورہ حدید:۲۰**]۔

اور اس کا راز یہ ہے کہ اولاد کے ساتھ تعلق کی نسبت والدین کا اولاد کے ساتھ تعلق زیادہ شدید ہوتا ہے بالخصوص ماں جو ہمیشہ اپنی اولاد کو محبت کی رد امیں لپیٹے رکھتی ہے اور ان کی محبت میں قیمتی سے قیمتی اور نفیس سے نفیس چیز بھی قربان کر دیتی ہے اور اس کی پوری تمنا ہوتی ہے کہ اس کی اولاد سعادتمندانہ زندگی بسر کرے۔لہٰذا والدین کو اس بارے میں کسی خاص تنبیہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اپنی نسل کی صحیح تربیت کرنے کے لئے فقط ان کے ضمیر کو جگا دینا کافی ہے۔ اور چونکہ اولاد کی محبت والدین کے ساتھ فطری طور پر کمزور ہوتی ہے لہٰذا قرآن کریم نے انہیں والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ طرفین کی محبت میں توازن آجائے اور اسی وجہ سے دیکھیں تو والدین کے ساتھ حسن سلوک، حقیقی عبادت کا اجتماعی مظہر ہے اورعبادت اور اس کے اجتماعی مظاہر کے درمیان ہر قسم کی تفکیک و جدائی بالخصوص والدین کے ساتھ بدسلوکی اگرچہ "اف" کے ساتھ کیوں نہ ہو عبادت کو اسی طرح خراب کر دیتی ہے جیسے سرکے کا ایک قطرہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

قیامت

اسلام کے اصول عقائد میں سے ایک، قیامت ہے۔ اس اعتقاد کی رو سے اس دنیا میں تمام آنے والے اور آ کر جانے والے انسان ایک بار پھر واپس آئیں گے۔ تمام انسان قیامت والے دن دوبارہ زندہ ہو کر عدالت الٰہی میں حاضر ہوں گے جہاں انہیں ان کے نیک اور بد اعمال کی جزا یا سزا دی جائے گی یعنی یا جنت میں داخلہ مل جائے گا یا جہنم کی راہ دکھادی جائے گی اور ان دونوں حالتوں میں حیات ابدی یعنی کبھی ختم نہ ہونے والی زندگی میں داخل ہو جائیں گے۔ یہ عقیدہ مسلمان ہونے کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے اور اگر کوئی شخص اس عقیدے یعنی عالم آخرت کا انکار کر دے تو دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

تمام نبی توحید کے بعد قیامت ہی کا ذکر کرتے اور لوگوں کو حیات اخروی پر ایمان واعتقاد کی دعوت دیتے رہے ہیں۔ قرآن کریم میں ایسی بے شمار آیتیں پائی جاتی ہیں جن میں موت کے بعد کی زندگی، روز قیامت، انسانوں کے زندہ ہونے، میزان، حساب وکتاب اور موت کے بعد کے حالات سے مربوط مسائل پر گفتگو کی گئی ہے۔ جن افراد نے ان آیات کو شمار کیا ہے ان کے مطابق تقریباً ایک ہزار چار سو آیتیں موت کے بعد کی دنیا سے مربوط ہیں لیکن حضرت علامہ ٔطباطبائی کے مطابق ان آیتوں کی تعداد دو ہزار سے بھی زیادہ ہے۔ ان آیتوں کی کثرت اور زیادتی ہی مذہب اسلام میں قیامت کی اہمیت اور عظمت نیز سعادت بشر میں اس کے تعمیری کردار کو بیان کرنے کے لئے کافی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں کئی مقامات پر خدا پر ایمان واعتقاد کے فوراً بعد "روز آخرت پر ایمان" کو ترجیح دی گئی ہے۔

بعض آیات میں انکار قیامت کے برے نتائج کو بیان کیا گیا ھے اور بعض آیات میں ابدی نعمتوں اور ہمیشہ باقی رہنے والے عذاب کا تذکرہ ہے۔ اسی طرح قرآن مجید نے بہت سی آیتوں میں اعمال نیک و بد کے رابطہ کو اخروی نتائج کے ساتھ بیان کیا ہے ساتھ ہی مختلف انداز سے اس حقیقت کو بھی واضح کیا ہے کہ قیامت یقیناً وحتماً وقوع پذیر ہونے والی ہے۔

واقعہ کربلا کے فورا بعد رونما والے انقلابات

۱: توابین کا انقلاب:

یہ انقلاب کوفہ میں وجود میں آیا اور امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا ڈائریکٹ عکس العمل تھا وہ لوگ جنہوں نے امام حسین علیہ السلام کا کربلا میں ساتھ نہیں دیا یا کسی وجہ سے ابن زیاد کے لشکر میں شامل ہو گئے تھے انہوں نے عاشورا کے بعد توبہ کرنا شروع کی اور کئی دنوں تک صحرا میں استغفار کرنے کے بعد اپنے آپ کو شہادت کے لیے وقف کر دیا کہ ابن زیاد سے امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام لیں گے اور اس راہ میں شہید ہو جائیں گے۔ [تاریخ طبری، ج 4، انقلاب توابین، ص 425و436]

۲: اہل مدینہ کا انقلاب:

یہ انقلاب توابین کے انقلاب سے مختلف تھا اس کا مقصد بنی امیہ کے ظلم و ستم کے خلاف قیام کرنا تھا۔

اہل مدینہ بنی امیہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور یزید کے گماشتہ کو مدینہ سے نکال باہر کیا اس قیام میں شریک ہونے والوں کی تعداد ایک ہزار پر مشتمل تھی۔ یہ انقلاب سپاہ شام کے ذریعے نہایت ظلم و ستم کے ساتھ اختتام پذید ہو گیا۔[وہی، انقلاب مدینہ، ص 366]

۳: مختار ثقفی کا قیام:

یہ قیام سن ٦٦ ہجری میں جناب مختار بن عبیدہ ثقفی کے ذریعے عراق میں امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام لینے کی غرض سے وجود میں آیا یہ قیام اپنے مقصد کو پہنچ گیا مختار کے لشکر والوں نے ایک دن میں دوسو اسّی یزیدیوں کو ان کے کیفر کردار تک پہنچایا اور انہیں واصل جہنم کیا۔[وہی، ص 424.]

4: ابن اشعث کا انقلاب

سن ۸۱ ہجری میں، عبد الرحمٰن بن محمد بن اشعث نے حجاج کے خلاف قیام کرکے عبد الملک مروان کو خلافت سے معزول کر دیا۔

یہ تحریک سن ۸۳ ہجری تک جاری رہی ابن اشعث نے ابتدا میں فوجی کامیابی حاصل کر لی تھی لیکن حجاج نے لشکر شام کی مدد سے اس پر غلبہ اختیار کر لیا۔[وہی، ص 189 و 203]

5: جناب زید بن علی بن الحسین [ع] کا قیام:

سن ۱۲۲ ہجری میں زید بن علی [امام سجاد] [ع] نے کوفہ میں قیام کیا لیکن قیام تھوڑی مدت کے بعد سپاہ شام کے ذریعے کہ جو اس زمانے میں عراق پر مسلط تھے خاموش کر دیا۔ [مقاتل الطالبین اصفہانی، ص 139.]

حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کے حالات زندگی

آپ کی ولادت باسعادت: حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام بتاریخ ۷/ صفر المظفر ۱۲۸ھ ہفتہ کے دن بمقام ابوا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے پیدا ہوئے (روضۃ الشہداء ص ۴۳۶) ۔

اسم گرامی، کنیت، القاب: آپ کے والد ماجد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے خداوند متعال کے معین کردہ نام "موسی" سے موسوم کیا۔آپ کی کنیت ابوالحسن، ابوابراہیم، ابو علی اور ابو عبداللہ تھی۔آپ کے القاب کاظم، عبد صالح، نفس زکیہ، صابر، امین اور باب الحوائج وغیرہ تھے۔

علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ پیدا ہوتے ہی آپ نے ہاتھوں کو زمین پر ٹیک کر آسمان کی طرف رخ کیا اور کلمہ شہادتین زبان پر جاری فرمایا آپ نے یہ عمل بالکل اسی طرح کیا، جس طرح حضرت رسول خدا صلعم نے ولادت کے بعد کیا تھا آپ کے داہنے بازو پر کلمہ تمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا لکھا ہوا تھا آپ علم اولین وآخرین سے بہرہ ور متولد ہوئے تھے آپ کی ولادت سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو بیحد مسرت ہوئی تھی اور آپ نے مدینہ جاکر اہل مدینہ کو دعوت طعام دی تھی (جلاء العیون ص ۲۷۰)

حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کے اخلاق وعادات اوشمائل واوصاف: حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام اس مقدس سلسلہ کی ایک فرد تھے جس کو خالق نے نوع انسانی کے لیے معیار کمال قرار دیا تھا اسی لیے ان میں سے ہر ایک اپنے وقت میں بہترین اخلاق

واصاف کامرقع تھا ،بےشک یہ حقیقت ہے کہ بعض افرادمیں بعض صفات اتنے ممتاز نظرآتے ہیں کہ سب سے پہلے ان پر نظرپڑتی ہے چنانچہ ساتویں امام میں تحمل وبرداشت اورغصہ ضبط کرنے کی صفت اتنی نمایاں تھی کہ آپ کالقب کاظم قراردیاگیاجس کے معنی ہیں غصہ کوپینے والا،آپ کوکبھی کسی نے ترش روئی اور سختی کے ساتھ بات چیت کرتے نہیں دیکھا اورانتہائی ناگوارحالات میں بھی مسکراتے ہوئے نظرآئے.

آپ کوزمانہ بہت ناسازگارملاتھا نہ اس وقت وہ علمی دربارقائم رہ سکتاتھا جوامام جعفرصادق علیہ السلام کے زمانہ میں قائم رہ چکاتھا نہ دوسرے ذرائع سے تبلیغ واشاعت ممکن تھی پس آپ کی خاموش سیرت ہی تھی جودنیاکوآل محمدکی تعلیمات سے روشناس بناسکتی تھی آپ اپنے مجمعوں میں بھی اکثربالکل خاموش رہتے تھے یہاں تک کہ جب تک آپ سے کسی امرکے متعلق کوئی سوال نہ کیاجائے آپ گفتگومیں ابتداء بھی نہ فرماتے تھے ، اس کے باوجودآپ کی علمی جلالت کاسکہ دوست اور دشمن سب کے دل پر قائم تھا اور آپ کی سیرت کی بلندی کو بھی سب مانتے تھے۔

عبادت: قرآن مجیدکی نہایت دلکش اندازمیں تلاوت فرماتے تھے خود بھی روتے جاتے تھے اور پاس بیٹھنے والے بھی آپ کی آواز سے متاثر ہو کر روتے تھے (سوانح موسی کاظم ص۸،اعلام الوری۱۷۸)۔

آپ ہمیشہ دن بھرروزہ رکھتے تھے اوررات بھر نمازیں پڑھا کرتے تھے علامہ خطیب بغدادی لکھتے ہیں کہ آپ بے انتہاعبادت وریاضت فرمایا کرتے تھے اور اطاعت خدامیں اس درجہ شدت برداشت کرتے تھے جس کی کوئی حدنہ تھی (نورالابصارص ۱۳۴طبع مصر)۔

آپ کی سخاوت اور فیاضی کا بھی شہرہ تھااور فقراء مدینہ کی اکثر پوشیدہ طورپر خبر گیری فرماتے تھے.

سود فقہ کی نظر میں

(آیہ اللہ سیستانی کے فتوی کے مطابق)

سوال : سود کھانے اور سود لینے کا کیا حکم ہے؟

جواب : سود کھانا، جس طرح سے بھی ہو گناہ کبیرہ اور دنیوی واخروی عذاب کا باعث ہے۔

سوال : تیسرے درجہ کا دس کیلو چاول دے کر اس کے بدلے پہلے درجہ کا ایک کیلو چاول خریدنا کیا سودی معاملہ میں حساب ہوگا؟

جواب : ہاں سودی معاملہ ہے۔

سوال : میں نے ایک شخص کو قرض کے طور پر کچھ پیسے دیے ہیں، طے یہ پایا ہے کہ وہ اس سے کام کرے گا اور اس سے حاصل ہونے والے منافع کا تیس پرسینٹ مجھے دے گا، چونکہ یہ حساب اس کے لیے مشکل ہے اس لیے وہ علی الحساب ہر مہینہ مجھے تیس ہزار روپے دے گا اور سال کے آخر میں جو بچے گا ہم اس پر مصالحت کر لیں گے، کیا یہ معاملہ ربوی و سودی ہے؟

جواب : ہاں معاملہ سودی ہے۔

سوال : بینک اور مختلف اداروں میں کام کرنے والوں کے کام کا ایک حصہ سود یا دوسرے حرام معاملات سے متعلق ہوتا ہے، اس کام اور اس کے بدلے میں ملنے والی اجرت کا کیا حکم ہے؟

جواب : سودی معاملات والے کام کا کرنا اور اس کی اجرت لینا دونوں حرام ہیں، وہ پیسا اس کی ملکیت میں حساب نہیں ہوگا۔

سوال : یہ جو کہا جاتا ہے کہ کافر بینک سے سود لیا جا سکتا ہے اس کافر بینک سے مراد کون سا بینک ہے، اگر اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے تمام کسٹمر اور کلائنٹ کافر ہوں تو ایسے بینک کا کہیں وجود نہیں ہے؟

جواب : اس کے مراد یہ ہے کہ اس کا مالک اور اس کے شرکاء غیر مسلمان ہوں۔

موت اور نیند

قرآن کریم نے نیند کو بھی لفظ "توفّی" سے تعبیر کیا ہے: وَهوَ الّذِی یَتَوَفّیٰکُمْ بِاللّیلِ وَیَعْلَمُ مَاجَرَحْتُمْ بِالنّهارِ ثُمّ یَبْعَثُکُمْ فِیْهِ لِیُقْضَیٰ اَجَلٌ مُسَمیً ثُمّ اِلَیهِ مَرْجِعُکُمْ ثُمّ یُنَبّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ.اور وہی خدا ہے جو تمھیں رات میں گویا ایک طرح کی موت دے دیتا ہے اور دن میں تمھارے اعمال سے باخبر ہے اور پھر دن میں تمھیں اٹھا دیتا ہے تاکہ مقررہ مدت حیات پوری کی جاسکے۔اس کے بعد تم سب کی بازگشت اسی کی بارگاہ میں ہے اور پھر وہ تمھیں تمھارے اعمال کے بارے میں باخبر کرے گا۔ (انعام:٦٠)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: اللہ ہی ہے جو روحوں کو موت کے وقت اپنی طرف بلاتا ہے اور جو نہیں مرتے ہیں ان کی روحوں کو بھی نیند کے وقت طلب کرلیتا ہے اور پھر جس کی موت کا فیصلہ کرلیتا ہے اس کی روح کو روک لیتا ہے اور دوسری روحوں کو ایک مقررہ مدت کے لئے آزاد کردیتا ہے۔ اس بات میں صاحبان فکر و نظر کے لئے بہت سی نشانیاں پائی جاتی ہیں۔(زمر: ۴۲)

ایک روایت کے مطابق امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال ہوا کہ موت کیا ہے؟آپ نے فرمایا: موت وہی نیند ہے جو روزانہ رات میں طاری ہوتی ہے بس اس فرق کے ساتھ کہ اسکی مدت طولانی ہوتی ہے۔ (صدوق، معانی الاخبار: ص/۲۸۹)

مذکورہ آیات وروایت سے مجموعی طور پر سمجھا جاسکتا ھے کہ موت ، نیند کے جیسی ایک حالت اور موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونا، بیداری کی حالت جیسا ہے۔ نیند ، موت کے ادنی درجہ کا نام اور موت، نیند کے اعلیٰ درجہ کا نام ہے اور ان دونوں مرحلوں میں روح انسان ایک عالم سے دوسرے عالم میں منتقل ہو جاتی ہے صرف اس فرق کے ساتھ کہ نیند کی حالت میں انسان معمولاً متوجہ نہیں ہوتا اور جب بیدار ہوتا ہے تو نہیں جانتا کہ درحقیقت ایک دوسری دنیا کا سفر کرکے آیا ہے جب کہ حالت موت میں وہ تمام رونما ہونے والی حالتوں سے آگاہ رہتا ہے۔

کم کھانے کے روحانی فوائد

الف – سوچ کی پاکیزگی : امام علی علیہ السلام کا فرمان ہے کہ : جس کسی کی خوراک کم ہو، اس کی سوچ پاک ہو جاتی ہے۔ (غرر الحکم، ح 8462)

ب – فروغ دل : نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی (شخص) اپنی خوراک کو کم کرے تو اس کا دل نور سے سرشار ہو جائے گا۔ (کنز العمّال، ج15، ص244، ح40772)

ج – شیطان سے نجات : پیغمبر خدا (ص) نے فرمایا : کم کھانے اور پینے کے ساتھ اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرو تا کہ فرشتے تمہارے اوپر اپنے سائے کو گسترش دیں اور شیطان تم سے بھاگ جائے۔ (تنبیہ الخواطر، ج2، ص122)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو کوئی چاہتا ہے کہ خود کو شیطان کی قید سے آزاد کرے، اس کے لیے ضروری ہے کہ اپنے جسم کی اضافی چربی کو کم کھا کر ختم کرے کیونکہ ایسی صورت میں وہ فرشتوں کے حضور بہرہ یاب ہو سکتا ہے اور جو کچھ خدا کے نزدیک ہے اس پر صحیح اور خوب فکر کرے۔

ہ – درگاہ خداوند تک رسائی : حدیث نبوی ہے کہ خوراک میں کمی لانا، خدا کے نزدیک بہت اہمیت رکھتا ہے۔ (تنبیہ الخواطر، ج2، ص119)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : خدا تعالی کے نزدیک تم میں سے محبوب ترین وہ ہے جو سب سے کم کھاتا ہے اور جس کا بدن ہلکا ترین ہے ۔ (کنز العمّال، ج15، ص261، ح40869)

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا : بندے کی خدا کے نزدیک ترین حالت وہ ہے جب اس کا پیٹ ہلکا ہو۔ (الکافی، ج6، ص269، ح4) پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : جس کسی کی خوراک کم ہو، اس کا جسم سالم اور دل پاک ہو جاتا ہے اور جس کسی کی خوراک فراوان ہو، اس کا جسم بیمار اور اس کا دل سخت ہو جاتا ہے –

This document was created with Win2PDF available at http://www.daneprairie.com.
The unregistered version of Win2PDF is for evaluation or non-commercial use only.